حضرت یوسف علیہ السلام

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ط

اس قرآن کے ذریعہ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ہم تم سے بہتر بہتر قصہ بیان کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن القصص کے نام سے یاد فرمایا ہے یہ شروع سے آخیر تک عجیب و غریب بھی ہے اور اخلاق کی اعلیٰ باتوں سے مملو بھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے تھے اس لئے سب سے بڑا سبق عبدیت کا ملتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ اللہ والے عبدیت کے دائرے سے کوئی قدم باہر نہیں رکھتے اور درحقیقت بے شک ایسا نہ کیا جائے روحانیت اور خدا پرستی کا دعویٰ ہیچ ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب | اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ اِلٰى آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا اور اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا کہ اے والد بزرگوار میں نے ایک خواب دیکھا ہے، کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھکو سجدہ کر رہے ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے اور اس کا مطلب معلوم کیا کہ گیارہ تاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں اور چاند اور سورج ان کے ماں باپ ہیں۔ چونکہ بھائیوں کے رشک و حسد کا خوف تھا اس لئے منع کر دیا کہ اے یوسف اللہ تعالیٰ تم کو برگزیدہ کرنے والا ہے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوشش کریں گے

بھائیوں کی بدسلوکی | لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اِلٰى آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن میں بھی بے نظیر کیا تھا اور باطنی حسن میں بھی اور اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ ہوتا خصوصاً ماں باپ کی محبت کے کیا کہنے اُن کی آنکھوں میں تو اُن کا جو کچھ وقار ہوتا بجا تھا۔ مگر یہ بات بھائیوں کو کب پسند آ سکتی تھی وہ بھی علاتی بھائی

محبت کا یہ خاصہ ہے کہ محبوب کے سوا دوسروں سے آنکھ پھیر لینے پر محب کو مجبور کر دیتی ہے اگر حضرت یعقوب علیہ السلام دوسرے بیٹوں کی طرف کم متوجہ تھے تو اس میں ان کا کچھ قصور نہ تھا اور یہ آئین محبت کے عین مطابق تھا۔ مگر بیٹوں نے اُلٹی تدبیر سوچی کہ ان کے محبوب ہی کو ان سے جدا کر دیا جائے تاکہ ان کے لئے جگہ خالی ہو جائے اور باپ کے دل میں بجائے یوسف کے ان کی محبت سما جائے حالانکہ وصل سے زیادہ ہجر میں محبت بڑھ جایا کرتی ہے اور ایسا ہی ہوا بھی

ہونے والی بات شاید یوسف علیہ السلام نے خود ہی اپنا خواب اپنے بھائیوں سے کہدیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے پیغمبری کی آنکھ سے جو کچھ دیکھ لیا تھا جس کی بنا پر حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کے بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بات پوری نہ ہوئی اور بھائیوں نے آخر کار دشمنی پر کمر باندھ لی مشورہ یہ طے پایا کہ کسی کنوئیں میں ڈال دینا چاہئے تاکہ قافلے والے غلام بنا کر کسی دور دراز مقام پر بیچ ڈالیں۔ اس کے لئے ایک حیلہ تراشا اور باپ سے کہا کہ ہم جنگل کی سیر کو جاتے ہیں یوسفؑ کو بھی ہمارے ساتھ جانے دیجئے پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکار کیا اور کہا کہ یوسفؑ کا تمہارے ساتھ جانا مناسب نہیں وہ چھوٹا ہے ممکن ہے کہ تم سیر و شکار میں مشغول ہو اور یوسفؑ کو کوئی بھیڑیا آکر کھا جائے۔ بات کا یہ بھی ایک پہلو تھا ورنہ سارا خدشہ تو ان ہی بھیڑیوں سے تھا جو بھائی کی شکل میں نمودار ہوئے تھے

بیٹوں نے کہا اے باپ ہمارے لئے یہ بڑے شرم کی بات ہوگی کہ ہماری موجودگی میں ہمارے بھائی کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم باین قوت و توانائی منہ دیکھتے رہ جائیں۔

بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام مشیت ایزدی سے مجبور تھے اور ممکن ہے کہ بھائیوں نے پھر

حضرت یوسفؑ ہی سے یہ کام لیا ہو کہ باپ سے اصرار کر کے ہمارے ساتھ چلنے کی اجازت حاصل کریں چنانچہ باپ نے بیٹوں کا کہنا مان لیا اور اپنے لختِ جگر کو خود ہی اپنے سے جدا ہو جانے کی اجازت دیدی۔

بھائیوں نے جنگل میں لیجا کر پہلے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا کپڑا اتار لیا پھر معلوم نہیں اور کیا کیا بدسلوکیاں کیں اور اخیر میں ایک گہرے کنویں کے اندر ڈالدیا اور کُرتے پر کسی جانور کا خون ڈالکر روتے ہوئے باپ کے پاس آئے اور بولے کہ اے باپ ہم کھیل میں مشغول تھے کہ یوسف کو بھیڑیا آکر کھا گیا۔ باپ نے جس دل سے سُنا ہو گا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے، بیٹوں سے بولے کہ یہ تمہارے دل کی بنائی ہوئی بات ہے' یہ کیونکر ممکن ہے کہ یوسف کو تو بھیڑیا کھا جائے لیکن اُن کے کپڑے کو کچھ نقصان نہ پہنچے۔ خیر ہم صبر کرتے ہیں' صبر کا پھل بہت میٹھا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر اُس اثنا میں کیا گزری اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور معلوم نہیں کتنا وقت گزرنے پر یہاں ایک قافلہ وارد ہوا اور پانی نکالنے کے لئے آدمی نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام بیٹھکر باہر نکل آئے۔ قافلہ والوں کو مفت کا مال ہاتھ آیا اور ابھی یہ اسی خوشی میں تھے کہ بھائی بھی آپہنچے اور اپنا بھاگا ہوا غلام بتا کر چند کھوٹے سکوں پر اپنے بھائی یوسفؑ جیسی جنس کو بیچ ڈالا۔ اس سے ان کا یہ منشا تھا کہ یوسف علیہ السلام ذلیل ہوں اور ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں سے پھر باپ کے پاس کبھی آہی نہ سکیں

حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں

وَقَالَ الَّذِينَ اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖ ۔ الی آخر رکوع ۳

قافلہ والے مصر میں پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بطور غلام کے بیچ ڈالا جن کو مملکت مصر کے وزیر اعظم عزیز مصر نے خرید اور اپنی بیوی کے پاس

لیجا کر کہا کہ ہم اس کو اپنا لڑکا بنائیں گے اس لئے اس کو اُسی عزت اور شان کے ساتھ رکھنا چاہیے

حضرت یوسف علیہ السلام جب سنِ بلوغ کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عنایت کی اور اب اُن کا حُسن وجمال بھی شباب پر تھا اور ضرور تھا کہ اُس وقت بھی آزمائش کی کسوٹی پر کسے جائیں۔ چنانچہ عزیز مصر کی بی بی جو خود بھی بہت حسین وجمیل تھی اُن پر عاشق ہوگئی ایک دن اپنے کمرے میں بند کرکے ناجائز کام پر آمادہ کرنا چاہا! آپ نے کہا! معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا، میرے مالک نے تو مجھ پر نوازشیں کیں اور میں اس کی امانت میں خیانت کروں، یہ صریح ناانصافی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ ناانصافوں کو فلاح نہیں ہوتی۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ پیچھا چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوے اور عزیز مصر کی بیوی زلیخا بھی اُن کے پیچھے دوڑی اور دامن پکڑ لیا، دامن پھٹ گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام دروازے سے باہر نکل گئے

عزیز مصر بھی اتفاق سے اُسی وقت دروازے پر پہنچا اور یوسف علیہ السلام کو پریشان دیکھکر سبب پوچھتا ہوا گھر میں آیا۔ حضرت یوسفؑ نے تو ابتک اس واقعہ کا اظہار نہیں کیا تھا مگر چور کی داڑھی میں تنکا، زلیخا نے سمجھ لیا کہ اُنہوں نے بری بات ضرور کہدی ہوگی لہٰذا الٹے الزام دینے لگی کہ یوسفؑ نے میرے ساتھ برا ارادہ کیا تھا اس کو قید کی سزا ہونی چاہیے اب حضرت یوسف علیہ السلام کا خاموش رہنا گناہ تھا اس لئے آپؑ نے سچ سچ بات کہہ دی۔

عزیز مصر نے کہا، تمہارے قول کی تصدیق کیونکر ہو، اس الزام سے بری ہونے کے لئے تم کو گواہ پیش کرنا چاہیے، اس پر اُسی خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ اگر یوسفؑ کا کرتا آگے کی طرف سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور اگر پیچھے سے چاک ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچا ہے۔

عزیز مصر نے دیکھا کہ کُرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو اس کو یقین ہوگیا کہ یہ ساری شرارت زلیخا کی ہے اس لیے حضرت یوسفؑ سے تو کہا کہ اے یوسف جانے دو معاف کرو، اس بات کو کسی سے نہ کہنا اور پھر زلیخا کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ بیشک تو ہی گنہگار ہے اپنی حرکت سے توبہ کر۔

حسنِ یوسفؑ اور زنانِ مصر

وَقَالَ نِسْوَۃٌ فِی الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی آخر رکوعہ

جس طرح مشک کی خوشبو اڑتی ہے اسی طرح عشق کی خبر بھی پھیلتی ہے، زلیخا کے عشق کا چرچا بھی ہر جگہ ہونے لگا، شہر کی کچھ معزز عورتوں نے خصوصیت کے ساتھ زلیخا کو اس بات کا طعنہ دیا کہ اپنے غلام سے محبت کرتی ہے۔

زلیخا نے ایک دن ان عورتوں کی دعوت کی اور پھلوں کے ساتھ ایک ایک چھری بھی رکھدی اور عین وقت پر حضرت یوسفؑ کو کمرے سے برآمد کیا، عورتوں نے ان کی خوبصورتی کو دیکھا تو آپے میں نہ رہیں، ہوش جاتے رہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ پھلوں کے بدلے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا، اور بول اٹھیں اللہ کی قسم یہ تو آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔" اس پر زلیخا نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم ہم کو ملامت کرتی تھیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے خواہش تو ضرور کی تھی مگر اس نے توجہ نہ کی اور اگر یہ اپنی ضد پر قائم رہا تو میں اس کو ضرور قید کرادوں گی، زنانِ مصر نے بھی ڈورے ڈالے لیکن آخر میں زلیخا کی رائے سے اتفاق کیا کہ قید خانہ ہی اس کا علاج ہے جب وہاں کی مصیبتیں دیکھے گا تو آپ ہی راہ پر آجائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے کو اس مصیبت میں گھرا ہوا دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ یہ عورتیں مجھ کو جس طرف بلا رہی ہیں اس پر میں قید خانے کو ترجیح دیتا ہوں۔ دعائے یوسفی" قبول ہوئی اور عزیزِ مصر نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ یوسفؑ کو قید کر دیا جائے

قیدِ یوسفی

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ط اِلٰی آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام قید کر دیئے گئے۔ عبادت کے بعد حق کی تعلیم و تبلیغ میں گزرنے لگی۔ ان کے ساتھ دو قیدی اور بھی داخل ہوئے تھے جو شاہی ملازم تھے اور

بادشاہ کی جان لینے کی سازش میں گرفتار ہوئے تھے۔ ایک روز ان دونوں نے کہا کہ اے یوسفؑ میں نے خواب دیکھا ہے کہ شاہی جام میں انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا! میرا خواب یہ ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی کا ٹوکرا اٹھائے ہوا ہوں اور پرندے اس کو کھا رہے ہیں۔

شاید اسلئے کہ ان میں ایک کے خواب کی تعبیر اچھی نہیں تھی حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک دوسرا ذکر چھیڑ دیا کہ کہو تو ہم اس بات کی پیش گوئی کریں کہ آج جو جیل کا کھانا تمہارے لئے آئیگا وہ کیا ہے کیسا ہے اور اس کا کیا نام ہے" انھوں نے جواب دیا کہ ایسی باتیں تو نجومیوں اور جادوگر بھی بتا دیتے ہیں اس پر آپ نے پہلے شرک و بت پرستی کی برائی بیان کی اور توحید پرستی کی تعلیم دی پھر پیغمبرانہ نصیحت کی اور اس کے بعد فرمایا!

اے قیدیو! اپنے خواب کی تعبیر سنو! ایک جو آبدار ہے وہ تو رہا ہو جائے گا اور پھر شاہی خدمت پر مامور ہوگا۔ لیکن دوسرا دار پر کھینچا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا بھیجا کھائیں گے" پھر آبدار سے کہا کہ تو جب رہا ہو کر بادشاہ کے حضور میں پہنچنا تو میرے اس بے قصور قید ہونے کا ذکر بھی کرنا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کب منظور تھا کہ اس کا خاص بندہ دوسرے کا آسرا سہارا بھی ڈھونڈے۔ اس لئے آبدار بادشاہ سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا اور آپ کئی برس تک قید ہی میں رہے۔

بادشاہ مصر کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ الی آخر رکوع۔

مصر کے بادشاہ ریان نے بھی ایک عجیب و غریب اور خوفناک خواب دیکھا جس کی

اپنے لوگوں سے تعبیر چاہی مگر سب عاجز رہے۔ اب آبدار کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اُس نے بادشاہ سے ذکر کیا اور اس کی اجازت سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانے میں آیا۔ خواب یہ تھا کہ سات موٹی گایوں نے سات دبلی گایوں کو کھا لیا اور سات ہری بالیوں نے سات سوکھی بالیوں کو لپٹ کر خشک کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ سات موٹی گایوں سے مراد سات پیداوار کے سال ہیں اور سات دبلی گایوں سے قحط سالی کے سات سال مراد ہیں اسی طرح سات سبز بالیوں اور خشک بالیوں کا بھی یہی مطلب ہے ساتھ ہی علاج بھی بتا دیا کہ سات برس تک مسلسل کھیتی کرو اور اس کے اناج کو بھُس سے جدا نہ کرو بالیوں ہی میں رہنے دو تاکہ کیڑا اور گھن خراب نہ کرے۔ اور اس مدت میں ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے کیونکہ اس کے بعد ہی سات برس تک مسلسل خشک سالی رہیگی جس میں وہ جمع کیا ہوا غلہ صرف کیا جائے اس کے بعد کال کے سمے گزر جائیں گے اور خوشحالی کی گھڑی آئیگی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج شاہی۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ اِلٰی آخر رکوع

شاہ ریان نے ساقی کی زبانی اپنے خواب کی تشفی بخش تعبیر سنکر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس طلب کرنے کے لئے آدمی روانہ کیا۔ مگر آپ نے قید سے نکلنے سے اس وقت تک کے لئے انکار کر دیا جب تک کہ آپ پر جو الزام ہے اُن سے بریت نہ ہو جائے۔ آپ نے شاہ ریان کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا ان عورتوں سے ہمارے متعلق دریافت کرے جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ بادشاہ نے

ان عورتوں کو طلب کیا اور حالات دریافت کئے تو سب نے ایک زبان ہو کر ان کی پاکی کا اقرار کیا۔ اور عزیز مصر کی بیوی نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ یوسفؑ سچے ہیں، اور سارا قصور ہمارا ہے۔

بادشاہِ مصر نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اے یوسفؑ سب عورتوں نے تمہاری پاکی کا اقرار کرلیا اب تم آجاؤ اور ان کو ان کے کرتوت کی سزا ملے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مقصد اس سے سزا دلوانا نہیں تھا بلکہ یہ منظور تھا کہ ایک تو عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ اس کے گھر میں رہ کر میں نے برا کام نہیں کیا اور اس کے پیچھے اس کے پرورش کرنے کا حق ادا کیا اور دوسرے یہ کہ ہر شخص یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ برے کام کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور یہ بھی جو میں کہہ رہا ہوں تو اس لئے نہیں کہ خدانخواستہ اس پر مجھ کو غرور ہے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کی شکر گزاری منظور ہے۔

شاہِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے اوصاف سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا آپؑ کی ذات کو اس نے غنیمت جانا اور اپنا مختار کل بنا کر قحط وغیرہ کے سارے انتظامات آپؑ کے سپرد کر دیئے۔

برادرانِ یوسفؑ

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ الیٰ آخر کوع

قحط کا اثر عالمگیر تھا، اور غلہ مصر کے سوا کہیں نہیں ملتا تھا، چنانچہ کنعان سے بھی ایک قافلہ آیا جو برادرانِ یوسفؑ پر مشتمل تھا، یہ لوگ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو یہ بھائیوں کو پہچان گئے مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ جب غلہ دیا گیا تو آدمی پیچھے ایک اونٹ بوجھ کے حساب سے اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی بھی ہے جس کا اونٹ ہم لے کر آئے تھے کہ اس کے حصہ کا بھی غلہ لیجائیں گے حضرت یوسف علیہ السلام

نے کہا کہ ہم آدمی کے حساب سے غلہ دیتے ہیں اونٹ کے حساب سے نہیں اگر تم کو اپنے بھائی کا حصّہ بھی لینا ہے تو اب کے آنا تو اُس کو بھی ساتھ لیتے آنا، اور اگر ایسا نہیں کیا تو ہم تم کو جھوٹا سمجھیں گے اور پھر سے غلہ ہی نہ دینگے اور خبردار پھر تم ہمارے پاس آنا بھی نہیں۔ ادھر یہ کہا اور ادھر اُن کے تھیلیوں میں اُن کے وہ مال بھی رکھوا دیئے جو غلہ کی قیمت دینے کی غرض سے لائے تھے

برادرانِ یوسفؑ جب وطن پہنچے تو سارا واقعہ باپ سے بیان کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت تعریف کی پھر تھیلیے کھولے تو اپنی پونجی کو دیکھکر اور بھی خوش ہوئے، اور باپ سے اصرار کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی اب کے اُن کے ساتھ مصر کو جانے کی اجازت دیں ورنہ غلہ نہیں ملیگا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے تو راضی نہ ہوتے تھے مگر آخر کار اجازت دیدی اور چند نصیحتیں کیں اور حفظ ماتقدم کی تدبیریں بتا کر اللہ پر بھروسہ کرکے روانہ کیا۔

دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کا آپس میں ملنا

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ الیٰ آخر رکوع کنعانی دوسری مرتبہ جب حضرت یوسفؑ کے دربار میں آئے تو اور بھی زیادہ اُن کی خاطر ومدارات کی گئی، ایک خاص دعوت کے موقع پر یہ انتظام کیا گیا کہ ایک ایک میز پر دو دو سگے بھائی بیٹھ جائیں، سب نے ایسا ہی کیا آخیر میں ایک بنیامین بچ گئے اُنھوں نے اپنے کو تنہا دیکھا تو اپنے سگے بھائی حضرت یوسفؑ علیہ السلام کو یاد کرکے رونے لگے، حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا ایک بھائی یوسف نامی تھا جو اس وقت اس کو یاد آگیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم ان کو اپنے ساتھ لیجاکر کھانا کھلائیں۔ بھائیوں نے کہا کہ آپ کی طرف سے یہ بھی ہماری عزت افزائی ہے۔

الغرض حضرت یوسف علیہ السلام اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے خاص کمرے میں لے گئے اور اپنے کو ظاہر کر دیا پھر تسلی تشفی دے کر کہا کہ تم ہمارے پاس رہو ہم تم کو کسی طرح سے روک لینگے اور بھائیوں کو ابھی کسی بات کی خبر نہ ہونے پائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے چند روز کے بعد غلہ وغیرہ دیکر سب بھائیوں کو رخصت کیا تو "شاہی جام" بنیامین کے تھیلے میں اُن لوگوں کی آنکھ بچا کر رکھوا دیا اور پھر اسی الزام میں اُن کو روک لیا، بھائیوں نے رہا کرانے کی بہت کوشش کی مگر آخر کار بے نیل مرام کنعان کو لوٹ گئے۔

بدی کا بدلہ نیکی

فَلَمَّا اسْتَايْئَسُوا مِنْهُ الی آخر رکوع

حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اس نئے حادثہ کی خبر ملی تو حضرت یوسفؑ کا غم تازہ ہو گیا اور بے اختیار ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرنے لگے۔ ثابت ہو چکا تھا کہ باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ بلند اور غالب ہے اور اب وقت تھا کہ رحمت الٰہی جوش زن ہو، اس لیے اس مرتبہ پھر بیٹوں کو بڑی امیدوں کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کیا۔

برادرانِ یوسفؑ پھر حضرت یوسفؑ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے باپ کی طرف سے جو کہنا تھا وہ کہا اور بتایا کہ ہم چور نہیں ہیں۔ بنیامین بوڑھے باپ کا سہارا تھے اُن کو آپ نے روک لیا ہے اس سے ہمارے باپ اور بھی محزون ہو گئے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے باپ کا پیام سنا تو ضبط نہ کر سکے اور بے اختیاری کے عالم میں بھائیوں سے بولے کہ وہ وقت بھی یاد کرو کہ یوسفؑ کے ساتھ تم نے کیا کیا تھا، بھائی پہلے سے بھی کچھ کچھ بھانپ رہے تھے کہ ہو نہ ہو یہ یوسفؑ ہے اب جو اُن کی زبان سے اس کلمہ کو سنا تو بے ساختہ بول اُٹھے کہ "کیا تم یوسفؑ ہو"، حضرت یوسفؑ نے کہا "ہاں! ہم یوسفؑ ہیں" اور بنیامین

ہمارا بھائی ہے ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور وہ واقعی گناہ سے بچنے والوں اور ایذا دہی پر صبر کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

بھائیوں نے بھی اعتراف کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم سب پر فضیلت دی اور درحقیقت ہم سب قصور وار ہیں جو چاہے سزا دو' کریم ابن الکریم ابن الکریم نے ہنس کر کہا! لاتثریب علیکم الیوم "آج تم پر کوئی الزام نہیں' ہم تمہارا قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرمائے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

کچھ دنوں تک بھائیوں کو شاہی مہمان رکھا پھر اہل کنعان اور اہل خاندان کے لئے بیش قیمت تحائف دیکر باپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ سب لوگ کچھ دنوں کے لئے ہمارے پاس تشریف لے آئیں یہ حال بھی معلوم ہو چکا تھا کہ فراق میں روتے روتے باپ کی آنکھیں جاتی رہی ہیں اس لئے اپنا قمیص بھی دیا اور کہا کہ اس کو والد بزرگوار کے چہرہ مبارک پر ڈالنا گئی ہوئی روشنی پھر آجائے گی۔

انجام وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ الیٰ آخر رکوع

مصر سے جب کنعان کی طرف قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچ گئی اور جب پیراہن یوسفی یعقوب علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ڈالا گیا تو آنکھیں روشن ہوگئیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اب تک جو صدمے اٹھائے وہ ضرب المثل ہیں لیکن اس وقت جو خوشی حاصل ہوئی اُس کا اندازہ بھی کون کر سکتا ہے بیٹوں نے بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور کہا کہ اے والد بزرگوار اللہ تعالیٰ سے بھی ہمارے گناہ بخشے جانے کی دعا فرمائیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پورے خاندان کو مصر میں اپنے پاس آنے کی دعوت دی

تھی اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام سب کو لے کر مصر میں آئے، اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے انکی رہائش اور استقبال کو جو کچھ شاہانہ انتظام نہ کیا ہو وہ کم ہے۔ تخت شاہی پر اپنے باپ اور اپنی خالہ کو جو بمنزلہ ماں کے تھیں اور جنہوں نے اُن کی پرورش کی تھی اپنے ساتھ بٹھایا اور سب بھائی سجدۂ تعظیمی بجا لائے اُس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب یاد آگیا اور کہا کہ اے باپ یہ ہمارے خواب کی تعبیر ہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ زلیخا نے اسلام قبول کیا۔ وہ بوڑھی ہو چکی تھیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا سے دوبارہ جوان ہوئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اُن کی شادی ہوئی اور دو لڑکے بھی ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو عمر کا حصہ بھی بہت ملا تھا، ان سب بخششوں پر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ دُنیا اور آخرت میں تو ہمارا کارساز ہو اور اے میرے خدا مجھے اپنی فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کرے۔

خوشنودیِ محبوب

جب کسی ایک چیز کی محبت کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو دوسری چیز کی محبت مغلوب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ محب بھی محبوب ہی کی تابع فرمان بن جاتا ہے اور اب صرف اس بات میں اس کی مسرت پنہاں ہوتی ہے کہ کاش اس کا محبوب اس کو کوئی حکم دے اور اس کے بجا لانے کا وہ فخر حاصل کر سکے:۔

پس یہ ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور وہ سراپا محکوم سراپا عبد بنکر کائنات کی ہر شئے کو اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نثار نہ کردے!۔

"مصلح"